



سلوک النساء

سید شبیر احمد کا کا خیل

مستر شد حضرت مولانا محمد اشرف سلمانی²

اور کئی اکابر کا خلیفہ مجاز



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ۝

اللہ جسے چاہتا ہے اپنی بارگاہ میں برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اُس کی طرف رجوع کرے اُسے اپنی طرف کے رستے پر چلا دیتا ہے۔

سلوك النساء

سید شبیر احمد کاکا خیل

مستر شد حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ

خليفة مجاز

حضرت صوفی محمد اقبال مدنیؒ

حضرت احمد عبدالرحمن صدیقی مدظلہ

حضرت سید تنظیم الحق حلیمیؒ

حضرت مولانا عبدالغفار مدظلہ

حضرت ڈاکٹر فدا محمد مدظلہ

حضرت حاجی عبدالمنان مکی صاحب مدظلہ

حضرت سید میاں بشیر کاکا خیل مدظلہ

انتساب

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام جن کی کوششوں سے دین اکبری پاش پاش ہوا اور طریقت کے اندر بعض لحدوں کی سوء فکر سے جو الحاد کے دروازے کھل گئے تھے ان کو بند کرنے کا انتظام ہو گیا۔ اس طرح حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ کی کوششوں سے ہند میں جو اسلام کی بنیاد پڑی تھی اس کا احیائے ثانی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں بلکہ سارے اکابر کے مرقدوں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

نام کتاب:	سلوک النساء
مؤلف:	سید شبیر احمد کاکاخیل
صفحات:	32
سن اشاعت:	اگست، 2016
اشاعت اول:	1000

کتاب ملنے کا پتہ: خانقاہ امدادیہ:

مکان نمبر: 1 / 1991-CB گلی نمبر 4، بالمقابل جامع مسجد سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

نزد آشیانہ چوک ویسٹریج اللہ آباد ویسٹریج 3 راولپنڈی۔

فون نمبر:- 051-5470582

0300-5010542

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا يَضْرِبْنَ بِجُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّبِيعِينَ غَيْرِ أُولِي الْأَرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٥٠﴾

کہہ دے ایمان والوں کو (کہ) نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور تھامتے رہیں اپنے ستر کو (کیونکہ) اس میں خوب ستھرائی ہے ان کیلئے، بے شک اللہ کو خبر ہے (اس کا) جو کچھ (کہ وہ) کرتے ہیں۔ اور کہہ دے ایمان والیوں کو (کہ) نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور تھامتے رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں اپنا سنگھار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے اور ڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگھار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے میٹے یا اپنے خاوند کے میٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجیوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (دین کی شریک یعنی مسلمان) عورتوں کے یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں چاہے کافر ہوں) کے یا ان مردوں کے جو طفیلی ہوں اور (ان کو بوجہ حواس درست نہ ہونے کے) عورتوں کی طرف ذرا توجہ نہ ہو یا لڑکوں

کے جنھوں نے ابھی نہیں پہچانا عورتوں کے بھید کو اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو چھپاتی ہیں اپنے سنگھار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ۔ (ترجمہ از معارف القرآن)

معاشرے میں عورتوں کا ایک مقام ہے۔ ان کی آبادی پچاس فیصد سے زیادہ ہے۔ اگر عورت دیندار نہ ہو تو گھر میں دینی ماحول بنانے میں کافی مشکل پیش آسکتی ہے۔ مرد چاہے کتنا ہی دیندار ہو جائے وہ عورت کے تعاون کے بغیر گھر میں دین نہیں لاسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت مردوں سے بھی زیادہ ضروری ہے لیکن آج کل اس میں بہت غفلت پائی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا آیات میں عورتوں کے لئے کیا ہدایات ہیں اس کے لئے کسی بھی صحیح تفسیر کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا۔ اتنا حصہ تو اس کی تعلیم ہے آگے اس کو زندگی میں کیسے لایا جائے یہ تربیت پر موقوف ہے۔ خود ہی غور کیا جائے آج کی عورت اس کے لئے تیار ہے اگر جواب نفی میں ہے تو ان کو عمل پر لانے کے لئے ہم کیا بندوبست کر چکے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید خود ہی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو کوشش اور محنت پر منحصر رکھا ہوا ہے اس لئے خواتین کے لئے مناسب تعلیم و تربیت کا نظام مردوں پر لازم ہے۔ خود خواتین کو بھی اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ جس طرح اپنے اور تقاضوں کے بارے میں اپنے مردوں سے منوا کے دم لیتی ہیں اس طرح اس سلسلے میں بھی ان کو مردوں کی توجہ مبذول کرنی چاہئے۔

خواتین پر اللہ تعالیٰ نے ان کے فائدے کے لئے کچھ پابندیاں لگائی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ خصوصی صفات سے بھی نوازا ہے جس کی وجہ سے ان کو تھوڑی کوشش سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ وہ خصوصی صفات درج ذیل ہیں۔

1- ان کو یکسوئی جلدی حاصل ہوتی ہے اور یکسوئی اصلاح میں اتنی اہم ہے کہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ یکسوئی ہو چاہے پاس ایک سوئی بھی نہ ہو۔ خواتین کو یکسوئی اتنی زیادہ حاصل ہوتی ہے کہ یہ بیان کرنے والے کو دیکھے بغیر اس کی بات سن بھی لیتی ہیں اور سمجھ بھی لیتی ہیں جبکہ مردوں کے لئے ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔

2- ان کی طبیعت انفعالی ہوتی ہے اس لئے یہ اچھے ماحول میں بہت جلدی اچھی ہو جاتی ہیں اور اتنی ہی جلدی برے ماحول میں بری بھی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ان کو اگر اچھا ماحول میسر آئے تو بہت جلدی ترقی کر سکتی ہیں۔

3- چونکہ خواتین کو خلافت نہیں دی جاتی، اس لئے یہ اس فکر سے آزاد ہوتی ہیں اور ابتدا ہی سے ان کو یہ اخلاص حاصل ہوتا ہے جو کہ مردوں کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔

اصلاحِ خواتین۔

اصل چیز شریعت پر چلنا ہے۔ طریقت اصل میں شریعت کے ظاہر و باطن کو جمع کرنا ہوتا ہے۔ یعنی اس سے جو اعمال ادا کئے جاتے ہیں ان میں جان آجاتی ہے۔ اس لئے عقائد کی درستگی کے ساتھ اصلاح شروع ہوتی ہے اور پھر شریعت کا علم حاصل کرنے کے بعد اس پر اس طرح عمل کرنے کی کوشش کرنا کہ اس میں کوئی ظاہری باطنی کمی نہ رہے۔ اس لئے

1- بہشتی زیور میں جو عقائد لکھے ہوئے اس طرح کے عقائد بنالیں۔

2- فرض عین درجے کا علم حاصل کریں یعنی عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق کا اتنا اتنا موٹا علم حاصل کریں کہ چوبیس گھنٹے شریعت پر چلنے میں مشکل نہ ہو۔

3- کسی صحیح العقیدہ باشرع پیر سے اپنے مردوں کی اجازت سے بیعت ہو جائیں تاہم اس سلسلے میں یہ بات یاد رہے کہ مندرجہ ذیل نشانیوں سے شیخ کی اچھی طرح تحقیق کروائی جائے تاکہ کسی غلط شخص کے ہاتھ بیعت نہ ہو۔

1- عقیدہ صحیح ہو۔ از روئے قرآن صحابہؓ کا عقیدہ معیاری ہے۔ اس لئے اس پیر صاحب کا عقیدہ صحابہؓ کے عقیدے کی طرح ہو۔

2- فرض عین درجے کا علم اس کو حاصل ہو۔

3- اس علم پر چوبیس گھنٹے عمل ہو۔ تصویروں اور موسیقی سے بچتا ہو۔ عورتوں سے پردے کا ہتمام کرتا ہو کیونکہ پیر اگر شرعاً نامحرم ہو تو اس سے ایسا ہی پردہ ہوتا ہے جیسا کہ کسی دوسرے نامحرم سے۔

4- ان کی صحبت کا سلسلہ آپ ﷺ کی صحبت تک مسلسل بلا انقطاع ہو۔

5- اس سلسلے میں اس کو تربیت کرنے کی اجازت حاصل ہو۔

6- اس کا فیض جاری ہو یعنی جو بھی اس سلسلے میں اس کے ساتھ رابطہ کرے اس کو فائدہ ملتا محسوس ہو۔

7- مروت نہ کرتا ہو اصلاح کرتا ہو۔

8- ان کے ساتھ رابطے میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہو اور دنیا کی محبت کم ہوتی ہو۔

ان سے بیعت ہونے کے بعد ان سے رابطہ رکھا جائے اور ان کے دیئے ہوئے معمولات باقاعدگی کے ساتھ کرے۔



جو اس عاجز سے بیعت ہو وہ مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرے۔

ابتدائی ذکر۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ... 300 مرتبہ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ... 200 مرتبہ

40 دن تک بلا ناغہ

ہر نماز کے بعد تسبیحاتِ مسنونہ۔ سُبْحَانَ اللَّهِ.. 33 مرتبہ۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ.. 33 مرتبہ
اللَّهُ أَكْبَرُ.. 34 مرتبہ۔ کلمہ طیبہ.. 3 مرتبہ۔ درود ابراہیمی.. 3 مرتبہ۔

استغفار.. 3 مرتبہ

اس کے بعد جو مراقبات کی ترتیب ہے وہ ہر سالک کے لئے مختلف ہو سکتی ہے لیکن
معلومات کے لئے ان کی تفصیل دی جاتی ہے تاکہ ٹیلیفون پر جس نمبر کا مراقبہ دینا ہو
اس کا نمبر بتایا جاسکے۔

اطائف کا ذکر ...

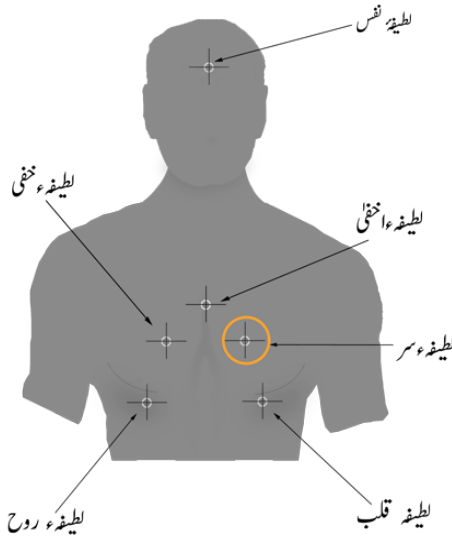
اس کو یوں کرنا ہوتا ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ جہاں ذکر کرانا ہے وہاں
ذکر ہو رہا ہے۔ اس کو سننے کی کوشش ہو تصور سے کروانے کی کوشش نہیں
کرنی۔ وقوف قلبی اس میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ نقشبندی سلوک میں نیت
وقوف قلبی اور اس کے ساتھ نفس کے تزکیہ کی بڑی اہمیت ہے۔ یاد رکھنا ہے کہ
دل پر اتنی ہی محنت ہو جتنا کہ نفس کا تزکیہ ہو۔ ان دونوں کے درمیان توازن
اگر نہیں ہوگا تو سالک بغیر تکمیل کے اپنے آپ کو کامل سمجھ سکتی ہے جو طریقت
میں سم قاتل ہے۔



﴿وقوف قلبی﴾

اس سے مراد دل کا دل کا دھیان ہے۔ پہلے ذہن سے شروع ہوتا ہے یعنی ذہن سے دل پر توجہ کرتے ہیں جو بعد ازاں دل کی دل پر توجہ میں بدل جاتی ہے۔ یہ مشق سے آہستہ آہستہ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیت حضوری اور کیفیت احسان کے حصول کے لئے ہوتا ہے تاہم اس سے اطمینان کی کیفیت جو حاصل ہوتی ہے وہ ”أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ“ کے ناطے اس کا خاصہ ہے اس کی نیت نہیں کرنی ہوتی، وہ بھی حاصل ہو تو اس پر شکر کے ساتھ اس کو جاری رکھنا ہے۔ دل کا دھیان بڑی دولت ہے۔ یہ نصیب ہو جائے تو پھر چاہے پتہ چلے یا نہیں، روحانی ترقی ہوتی رہتی ہے۔

﴿مراقبات﴾



کسی بھی چیز کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونے کا نام ہے۔ مثلاً کسی آواز کے سننے، یا کسی چیز کو محسوس کرنے یا قلبی آنکھ سے دیکھنے کی کوشش کرنا۔ اس میں خود کچھ کرنا نہیں ہوتا بلکہ جو ہو رہا ہو اس کو محسوس کرنا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں دل پر کسی کو اختیار نہیں۔ اس لئے دل سے ہم کچھ نہیں کروا سکتے لیکن دل جو کچھ کر رہا ہے اس کو محسوس کرنے کی کوشش تو کر سکتے ہیں۔ اصل میں دل ایک لطیفہ ہے اور اس کی طرح اور بھی لطائف ہیں جیسے لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطیفہ خفی، لطیفہ انخفی اور لطیفہ نفس۔ ان لطائف کے اصل، عرش سے اوپر ہیں اور ان کے ظلال ہمارے جسم کے اندر ہیں۔ چونکہ ان کا علم کشفاً ہوا ہے اس لئے ان کے مقامات کے تعین میں اختلاف بھی ہوا ہے۔ ان لطائف کے حال کی طرف توجہ کرنے سے ہم پر بہت کچھ کھل سکتا ہے اگر ہم ان محسوسات کا صحیح استعمال کر لیں تو ہمیں وہ علوم و معارف حاصل ہو سکتے جن کو ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہاں ان ظلال پر توجہ کر کے ان پر ذکر کے ذریعے ان کے اصول تک پہنچنے کی کوشش کر سکتے ہیں اور پھر ان کے ذریعے مختلف مراقبات کے ذریعے ان علوم و معارف تک محض خدا کے فضل سے رسائی حاصل کر سکتے ہیں جس کے ذریعے ہمارا علم، حال میں بدل سکتا ہے اور یہی ان مراقبات کا ثانوی مقصد ہوتا ہے کیونکہ اصل میں تو شریعت پر کیفیت احسان کے ساتھ عمل مقصود ہے لیکن عمل کا درجہ اس کی معرفت کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی میں ہی فرق ہوتا ہے۔ ان محسوسات کی نیت کر کے بس پھر ان لطائف کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونا ہوتا ہے۔ ہمیں کروانا نہیں بلکہ اس نیت کے مطابق محسوس کرنا ہے۔ اگر ہم اس سے کچھ کروانے کی کوشش کریں گے تو اس میں ہماری سوچ کو دخل ہوگا جو محدود ہے اور یہ لطائف ہماری رتخ سے بھی باہر ہیں اس لئے فائدہ نہیں ہوگا۔ نیز تھکاوٹ بھی ہوگی لیکن اگر جو ہو رہا ہے ہم اس کو محسوس کرنے کی کوشش کریں گے تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ البتہ جو ہم محسوس کریں گے وہ امر واقعہ ہوگا محض خیال نہیں ہوگا لیکن

اس کے امر واقع ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت ہوگی۔ اپنے شیخ سے سیکھ کر ذکر کے ذریعے ان تمام لطائف کو زندہ کرنا ہوتا ہے یعنی ان کا اپنے اصول کے ساتھ رابطہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس کو عروج کہتے ہیں کیونکہ اس سے عالم بالا کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اس سے یہ لطائف منور ہو جاتے ہیں اور ان کا رنگ بھی ہوتا ہے لیکن چونکہ یہ کشف سے تعلق رکھتے ہیں اور مقصود نہیں اس لئے جن کو کشف کے ساتھ مناسبت ہوگی ان کو محسوس ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو نظر نہ آئیں تو پریشان نہ ہوں۔

لطائف کا دور مکمل ہونے کے بعد ان کو مراقبات کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ان کی ترتیب شیخ کی بصیرت پر منحصر ہے کہ وہ کونسا مراقبہ کس ترتیب سے کرنے کو بتاتا ہے کیونکہ اس میں اصل مقصود کیفیت حضوری اور کیفیت احسان ہے۔ اس کے حصول کے لئے جو ترتیب شیخ کامل کے قلب پر مرید کے لئے وارد ہوگا وہی اس کے لئے بہتر ہوگا۔ تاہم شیخ دوسرے مشائخ کے تجربات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس میں مرید کے پسند اور ناپسند کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ اس کے مقصد کے حصول کو دیکھا جائے گا۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اصل وجود اللہ تعالیٰ کی ذات کا ہے وہ واجب الوجود ہے یعنی جب کچھ بھی نہیں تھا تو وہ تھے۔ اس کے پیدا کرنے سے سب کچھ پیدا ہوا۔ یہ سب جو پیدا ہوئے چاہے امر ”کُنْ“ سے ہوں یا تخلیق کے ذریعے، یہ سب ممکنات ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم جو گمان رکھیں گے تو ”أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي“ کے مطابق وہ ہمارے ساتھ وہی معاملہ رکھے گا پس اگر اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو ہمارے لیے ممکن بنایا ہو، ان کا اپنے آپ کو محتاج محض سمجھ کر متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ ہمارا بھی اس میں

حصہ ہو جائے البتہ دو چیزوں کی ضرورت ہوگی ایک اخلاص نیت کی اور دوسری متوجہ ہونے کی۔ آگے انتظار ہے۔ ”رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ لِیْ مِنْ حَیْرِ فَقِیْرٌ“ کے مطابق جو اس بڑے در سے، جہاں سب کچھ ہے، جو مل جائے اس کو نعمت عظمیٰ سمجھ کر خوشی خوشی حاصل کریں۔

﴿1﴾ مراقبہ احدیت ...

یہ نیت کر کے دل کی طرف متوجہ ہونا کہ دل میں جو مورد فیض ہے اس ذات کی طرف سے فیض آرہا ہے جو کہ تمام نقائص و زوال سے پاک ہے اور ہر کمال سے متصف ہے۔ اس کو غور سے دیکھا جائے تو اس کے دو حصے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا استحضار اور اس کی طرف سے فیض آنے کا استحضار۔ ان دونوں کو قلبی طور پر دہرانا مقصود نہیں جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں بلکہ ان دونوں کے علم کو حال کے طور پر محسوس کرنا ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھیں۔ میں اگر کسی بڑی ہستی کے سامنے بیٹھوں اور اس کی بات کی طرف دھیان کروں تو یہ ذہن میں نہیں دہراؤں گا کہ ایک بڑی ہستی کے سامنے بیٹھا ہوں اور اس کی بات سن رہا ہوں۔ بلکہ اس کو جان رہا ہوں گا کہ بڑی ہستی کے سامنے بیٹھا ہوں اور اس کی بات کی طرف کان لگاؤں گا کہ کوئی بات سننے سے رہ نہ جائے۔ بس اس طرح اس ذات کا جو تمام نقائص و زوال سے پاک اور تمام کمالات سے متصف ہے کا دھیان دل میں جما کر بیٹھ جاؤں اور اس کی طرف سے فیض کے آنے کا قلب سے محسوس کرتا رہوں۔ اس میں جتنا بھی محسوس ہو نعمت ہے، اس پر شکر کروں، اور مزید کے لئے دل کو کھلا رکھوں کہ جس وقت فیض کا جو قطرہ بھی آئے مجھ سے غفلت کی

وجہ سے ضائع نہ ہو۔ ساتھ ساتھ جس ذکر سے ان لطائف کا اجراء کیا ہو وہ چلتا رہے۔ یہ غفلت سے بچنے کے لئے ہے ورنہ اس مراقبہ کا مطلوب تو فیض کے آنے کا احساس ہے۔ جب یہ مراقبہ پکا ہو جائے تو پھر صرف فیض کا دھیان ہوتا ہے ذکر بھی محسوس نہیں ہوتا یعنی سالک اسے مسیٰ کی جانب ترقی کر لیتی ہے۔

اس مراقبہ کو دل سے شروع کیا جاتا ہے اور باقی لطائف پر بھی باری باری کرا دیا جاتا ہے۔ مراقبہ تو وہی ہے صرف مورد فیض بدلتا رہتا ہے۔ اس مراقبہ میں اگر مورد فیض اوپر کی جانب کچھ او محسوس کرے تو یہ اس کا نفسیاتی اثر ہے کیونکہ ہم عرش کو اوپر سمجھتے ہیں۔

﴿2﴾ مراقبہ تجلیات افعالیہ...

اس میں مورد فیض قلب ہوتا ہے۔ اس میں ہم اس کا دھیان بناتے ہیں کہ فیض، اس ذات سے جو ”فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ“ ہے، آپ ﷺ کے قلب پر آتا ہے اور وہاں سے سالک کے قلب پر۔ اس مراقبہ میں یہ محسوس کیا جاتا ہے یا وہ علم حال بنتا ہے جس کے مطابق سب کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ ہر چھوٹی بڑی چیز، عزت ذلت، کامیابی ناکامی موت و حیات سب اس کے امر سے ہوتا ہے۔ اس کو توحید افعالی کہتے ہیں اس کو درجہ حال میں حاصل کرنا ہوتا ہے۔

﴿3﴾ مراقبہ صفات ثبوتیہ...

اس میں مورد فیض لطیفہ روح ہوتا ہے۔ اس میں فیض، اس ذات سے جو حی و قیوم ہے قادر سمیع بصیر ہے جس کے پاس اصل علم ہے اصل ارادہ

اسی کا ہے اس کا کلام اصل کلام ہے اور وہی ذات ”کن فیکون“ ہے، آپ ﷺ کے قلبِ اطہر سے سالک کے لطیفہ روح پر آتا ہے،، - يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ۔ ہم ان سب کو علماً جانتے اور مانتے ہیں۔ حال کے درجے میں بھی یہ حاصل ہوں اسی کے لیے یہ مراقبہ ہے۔ یعنی آپ ﷺ نے جیسے ان کو علماً و حالاً پایا آپ ﷺ کے طفیل ہمیں بھی اس طرح حاصل ہو۔

﴿4﴾ مراقبہ شیونات ذاتیہ...

اس میں مورد فیض سر ہوتا ہے اور فیض آتا ہے اس ذات سے جس کی ہر لمحے ایک خاص شان ہوتی ہے آپ ﷺ کے قلب پر، اور وہاں سے سالک کے سر پر۔ شان سے صفات وجود میں آتی ہیں۔ صفات خارج میں علیحدہ وجود رکھتی ہیں جبکہ شان کا تعلق ذات کے ساتھ ہے۔ اس مراقبے میں مختلف صفات کی طرف جو توجہ ہوتی ہے اس کا رخ ذات کی طرف موڑا جاتا ہے جس کی شیونات سے مختلف صفات وجود میں آتی ہیں۔ ”كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ“

﴿5﴾ مراقبہ تنزیہ و صفات سلبیہ...

اس میں مورد فیض لطیفہ خفی ہے۔ اس میں اس ذات سے فیض آتا ہے جو بے چون و بے چگون ہے۔ اس کی طرح کوئی نہیں۔ وہ جسم سے پاک ہے، ورائے اوراء ہے، قریب ہے لیکن ایسا نہیں جس طرح ہم کسی کو قریب سمجھتے ہیں۔ ساتھ ہے لیکن اس کا ساتھ ہونا ایسا نہیں جس طرح ہم کسی کو ساتھ سمجھتے ہیں۔ یہ فیض آپ ﷺ کے قلب پر اور وہاں سے سالک کے لطیفہ خفی پر آتا ہے۔ اس مراقبہ میں ہم اللہ تعالیٰ جن چیزوں سے پاک ہے ان کا دھیان حال کے درجے میں حاصل کرتے ہیں۔

﴿6﴾ مراقبہ شانِ جامع...

اس میں مورد فیض اخفیٰ ہوتا ہے۔ اور فیض آتا ہے اس ذات سے جو اپنی شان کے مطابق تمام صفات و شیونات کی جامع ہے۔ فیض آپ ﷺ کے قلب سے سالک کے لطیفہ اخفیٰ پر آتا ہے۔

نوٹ ﴿ چونکہ قلب قرآن و حدیث دونوں سے ثابت ہے اور باقی لطائف کشفی ہیں۔ آپ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو ظنی ہو، سے بچنے کے لیے اگر ہم ہر مراقبہ میں یہ کہیں کہ فیض آپ ﷺ کے قلب پر آتا ہے تو اس میں زیادہ حفاظت نظر آتی ہے کیونکہ پہلے کہا گیا کہ ان ظنیت کے لیے دلیل کی ضرورت ہوگی۔

ان مراقبات کا ما حاصل یہ ہونا چاہیے کہ ہم ”تخلَّقوا بأخلاقِ اللہ اور اعتصام بالسنت“ سے متصف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔
یہ سالکات کے مشارب ہیں اس لیے جس کی جس لطیفے کے ساتھ زیادہ مناسبت ہوگی وہ اس کے ذریعے زیادہ حاصل کرے گی۔

﴿7﴾ مراقبہ معیت...

اس میں مورد فیض قلب ہے اور فیض آتا ہے اس ذات سے جو میرے ساتھ ہے اور کائنات کے ہر ذرہ کے ساتھ ہے جیسا کہ اس کی شان کے مطابق ہے۔

چونکہ بقول حضرت مجدد الف ثانیؒ ”معیۃ الہی متشابہات میں سے ہے اس لئے اس کی صحیح کیفیت کو اللہ تعالیٰ خود ہی جانتے ہیں۔ اس لئے مندرجہ بالا محتاط الفاظ کو حال کے درجے میں لانا ضروری ہے۔

ہیئت وحدانی ... تمام لطائف بمع پورا جسم ہیئت وحدانی کہلاتا ہے۔

﴿8﴾ مراقبہ حقیقت کعبہ ...

کعبہ مسجود حقیقی نہیں بلکہ مسجود مجازی ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم تھا تمام ملائکہ کو بشمول ابلیس، اور ابلیس نے سجدہ نہیں کیا تو مردود ہوا، تو کعبہ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کی شان لئے ہوئے ہوتی ہے، اس تجلی کی طرف سجدہ کرنے کا حکم ہے۔ اس مراقبہ میں مورد، قلب ہے اور فیض مسجود حقیقی سے اس تجلی کے ذریعے جو کعبہ کی طرف آرہی ہے، سالک کے ہیئت وحدانی پر آتا ہے۔

﴿9﴾ مراقبہ حقیقت قرآن ...

اس میں مورد فیض، ہیئت وحدانی ہے۔ فیض اس ذات سے جس کا علم لازوال، اصلی اور لامتناہی ہے، جس کا کلام اسی کے شان کے لائق ہے، اس ذات کے کلام، قرآن سے فیض سالک کے ہیئت وحدانی پر آتا ہے۔

اس مراقبہ سے قرآن کی حقیقت سالک پر کھلتی ہے۔ اس کے بعد عالمہ قرآن نہ صرف اس کے علم سے استفادہ کرتی ہے بلکہ اس کے نور سے بھی مستفید ہوتی ہے۔

﴿10﴾ مراقبہ حقیقت صلوة ...

نماز عبدیت کی ایک مخصوص صورت ہے۔ ”أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ“ کی عملی تشریح اس میں سب سے زیادہ آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ البتہ اس سے پہلے مراقبہ عبدیت کرنا بہتر رہے گا جو صفحہ نمبر 16 پر ہے۔

﴿11﴾ مراقبہ عبدیت ...

یہ محسوس کرنا کہ میرا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں ہے۔
مراقبہ حقیقت صلوٰۃ میں مراقبہ عبدیت کا استعمال یوں ہو گا کہ یہ محسوس
کیا جائے کہ نماز میں میرا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے۔

﴿12﴾ مراقبہ احسان ...

اپنے آپ کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے سامنے پانے کو محسوس کرنا۔
اس کے دو جزو ہیں۔ ایک میں اللہ تعالیٰ کی موجودگی کو اتنا محسوس کرنا
گویا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہو۔ اگر ایسا کوئی نہ کر سکے تو خود کو ایسا یقین کرانا
کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہے ہیں۔ اس کا سلب سلب طریقہ زیادہ آسان ہے اور وہ
یہ کہ خود محسوس کرے کہ کیا میں یا میری کوئی چیز خدا سے پوشیدہ ہو سکتی ہے
؟۔ جواب نہیں میں ہو گا یہی اس کا اثبات ہے۔ اس کو پختہ کرنا ہے۔
اس کے علاوہ اور مراقبات بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً

﴿13﴾ مراقبہ حب الہی ...

اس میں مورد فیض قلب ہے اور فیض سالک کے قلب پر آتا ہے اس
ذات سے جو محبوب حقیقی ہے، جس سے دل میں اللہ کی محبت مسلسل بڑھ رہی
ہے اور ساتھ ہی برداشت کی قوت بھی عطا ہو رہی ہے۔

﴿14﴾ مراقبہ حب فی اللہ ...

اس میں مورد فیض قلب ہے اور فیض آتا ہے اس ذات سے جو محبوب
حقیقی ہے سالک کے قلب پر جس سے دل میں اللہ والوں کی محبت مسلسل بڑھ

رہی ہے اور ساتھ ہی برداشت کی قوت بھی عطا ہو رہی ہے۔

﴿15﴾ مراقبہ نور ...

جس میں یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ میں نور کے لامتناہی دریا میں کھڑا ہوں اور آہستہ آہستہ اس میں غرق ہو رہا ہوں۔

﴿16﴾ مراقبہ دعائیہ ...

اس میں سالک اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے محسوس کر کے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے مانگتی ہے۔

﴿17﴾ صفات باری تعالیٰ کے مراقبات ...

یہ سب حسب ضرورت کرائے جاسکتے ہیں اگر کسی کے لیے مفید ہوں۔

معمولات کے چارٹ کا ماہوار بھرنا۔

ہمارے سلسلے میں تربیت کا یہ ایک اہم جزو ہے۔ روزمرہ کے جو معمولات دیئے گئے ہیں۔ اس کے بارے میں شیخ کو اطلاع کرنے کا یہ ایک مؤثر طریقہ ہے۔ صفحہ نمبر 14 اور صفحہ نمبر 15 پر معمولات کا خالی چارٹ موجود ہے۔ اس کا فوٹو سٹیٹ کر کے اس کو پورا مہینہ تاریخ وار بھر کر اپنے شیخ کو ارسال کر دیا کریں۔ جس سے اس کو بہت کم وقت میں آپ کے پورے مہینے میں معمولات کی پابندی کا پتہ چل جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ پورے سال کے لئے ایک ہی دفعہ بارہ فوٹو سٹیٹ کئے جائیں تاکہ بار بار فوٹو سٹیٹ کرنے کا تردد نہ رہے ورنہ شیطان کو سستی کرانے کا موقع مل جائے گا۔

مجاہدات

تکمیل فنائے نفس بغیر مجاہدہ کے ممکن نہیں، اس لیے مجاہدات کی ترتیب ساکات کے لیے بنائی پڑے گی۔

مجاہدہ ہر سالک کا اپنا ہوگا کیونکہ بعض مجاہدات جس کے لیے مجاہدات ہیں وہ دوسروں کے لیے نہیں ہوتے۔ مثلاً خادم کو کہا جائے بازار سے سودا لاؤ تو اس کے لیے یہ عام بات ہے لیکن جس کو معاشرے میں کوئی مقام حاصل ہو اس کو یہ کہنا اس کے لیے مجاہدہ ہے۔ سخی سے خرچ کرانا مجاہدہ نہیں بجیل سے خرچ کرانا مجاہدہ ہے۔

چند مجاہدے بہت مشہور ہیں

- ﴿1﴾ تقلیل طعام ﴿2﴾ تقلیل منام ﴿3﴾ تقلیل کلام
- ﴿4﴾ تقلیل خلط مع الانام ﴿5﴾ حب جاہ کو کم کرنے کا مجاہدہ۔
- ﴿6﴾ حب مال کو کم کرنا۔ ﴿7﴾ مجاہدہ غصّ بصر۔

ان مجاہدات میں پہلے دو کو متروک قرار دیا گیا تھا لیکن ان مجاہدات کے چھوڑنے سے سب مجاہدات تقریباً متروک ہو گئے تھے۔ ان کو دوبارہ کس طرح شروع کرایا جاسکتا ہے اس کے لئے درج ذیل تحریر پڑھنا مناسب ہوگا۔

﴿1﴾ تقلیل طعام: بزرگ فرماتے ہیں کہ

بھرے پیٹ کا ثمرہ شیطانیت اور خالی پیٹ کا روحانیت ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ بھرے پیٹ کے ساتھ نفس پر زور ہوتا

ہے اور یہ شیطانی وساوس سے زیادہ متاثر ہو سکتا ہے اس لیے یہ شیطانیت کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کو ختم کرنے کے لیے پیٹ کو خالی رکھنا ہوتا ہے لیکن کتنا۔ کیونکہ ایک خاص حد سے کم کرنے سے آدمی بیمار ہو سکتا ہے جو موت تک لے جا سکتی ہے جس سے شریعت روکتی ہے۔ عملی صورت اس کی یہ ہے کہ کھانا بتدریج اتنا کم کیا جائے جس سے آدمی کی ضرورت پوری ہو یعنی بیمار نہ ہو۔ اس وقت جسم کی جتنی اصلی ضرورت ہے اس کو اتنا کھانا ملے گا تو شریعت کی خلاف ورزی نہیں ہوگی اور پیٹ ضرورت کے حد تک خالی رہنے سے نفسانیت پر زد پڑے گی جس کا دوسرا مطلب روحانیت کا بڑھنا ہے۔

ایک ہے ضرورت کے مطابق کھانا اور ایک عیش کا کھانا ہے۔ عیش کے کھانے اور ضرورت کے کھانے میں جتنا فرق ہے اس کو اگر کم کیا جائے تو یہ مجاہدہ ہوگا جو اختیاری ہے۔ اس سے جو روحانیت آئے گی اور پھر اس سے جو جسم کی ضرورت کم ہوگی وہ غیر اختیاری ہے۔ پس ہم اس میں مزید بھی اختیاری طور پر کم کر سکیں گے جس سے مزید جسم کی ضرورت غیر اختیاری طور پر کم ہوگی۔ بعض اللہ والوں کا کھانا جو ناقابل یقین حد تک کم ہو جاتا ہے وہ اسی طرح ہوتا ہے۔

اگر کھانا کوئی ویسے مسلسل کم نہیں کر سکتا ہو تو دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جسم کو جس لیول پر لانا ہے یعنی جتنا مسنون طریقے کے مطابق کھانا ہے اس پر آنے کے لیے پہلے اختیاری مجاہدہ کر کے اس سے زیادہ کمی کی جائے اس سے جتنی جسم کی مطلوبہ طاقت میں کمی ہو اس کو دوسرے وقت میں پورا کیا جائے کیونکہ نفس پر اگر زیادہ بوجھ ڈالا جائے تو اس

سے کم کے لئے وہ تیار ہو جاتا ہے لیکن یہاں چونکہ جسم کی ڈیمانڈ بھی پوری کرنی ہے اس لئے اس کو پورا کرنے کے لئے بعد میں کچھ زیادہ جسم کو دینا پڑے گا۔ اس سے جسم کی قوت بحال ہو جائے گی لیکن مجاہدہ جو کیا ہوگا اس سے جسم مسنون مجاہدے پر تھوڑا بہت تیار ہو چکا ہوگا۔ اس لیے اب دوسری دفعہ کم اختیاری مجاہدہ کرنا پڑے گا یعنی مسنون مقدار سے پہلے سے کم کمی کرنی پڑے گی اور اس کو پورا کرنے کے لیے کم بڑھانا ہوگا۔ تیسری دفعہ اس سے بھی کم کی تبدیلی سے یہ کام ہو سکے گا اور کئی دفعہ اس طرح کرنے سے تبدیلی کی مقدار میں کمی ہوتے ہوتے مطلوبہ حیثیت یعنی مسنون مقدار پر رک جائے گا۔ یعنی جسم کی ضرورت اور نفس آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ متوازن صورت اختیار کر لیں گے۔ یہی نفس مطمئنہ کی حالت ہوگی جس پر روحانیت بھی رہے گی اور جسم بھی کمزور نہیں ہوگا۔

﴿2﴾ **تقلیل منام** : کم سونے کا جو مجاہدہ ہے، اس پر آنے میں طریقہ کار ذرا مختلف ہوگا۔ اول اس میں دیکھنا ہے کہ کم سونا صرف اس لئے مطلوب ہے کہ اتنی غفلت نہ ہو کہ ضروریات دین میں رکاوٹ پڑے۔ پس اگر دین اور دنیا کی ضروریات پوری ہوں تو طب کے قوانین کے مطابق کسی کو جتنی نیند کی ضرورت ہے اتنی نیند کرنے سے کوئی حرج نہیں۔ اس سے زیادہ نیند البتہ چونکہ سستی پیدا کرتی ہے اس لیے اس سے بچنا لازم ہوگا۔ اس میں صرف اتنا ضروری ہوگا کہ جس وقت دین یا جائز دنیا کے لیے جتنا جاگنے کی ضرورت ہے اتنا جاگنا سیکھنا چاہیے۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا مثلاً کسی کی ضرورت کم از کم چھ گھنٹے کی نیند ہے وہ ایک

دن چوبیس گھنٹے میں چار گھنٹے سو کر اگلے چوبیس گھنٹے میں آٹھ گھنٹے سو کر دکھائیں۔ پھر دو دن چار چار گھنٹے سو کر اگلے دن دس گھنٹے سو کر اپنی ضرورت پوری کر لیں۔ اس طرح تین دن چار چار گھنٹے سو کر اگلے چوبیس گھنٹوں میں بارہ گھنٹے سو کر اپنی ضرورت پوری کر لے۔ اس طرح کرنے سے نفس بھی قابو میں آئے گا اور ضرورت بھی پوری ہوگی۔

﴿3﴾ **تقلیل کلام:** حدیث شریف میں آتا ہے ”من صمت نجاً“ یعنی جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آدمی بالکل بات نہ کرے لیکن یہ ضرور ہونا چاہیے کہ ایسی بات نہ کرے جس میں گناہ ہو اور لا یعنی سے بچنے میں دین کی حفاظت ہے۔ اس لئے کم بولنے کی عادت ڈالنے کے لئے پہلے بالکل خاموش رہنے کی عادت ڈالنی ہوگی اور بعد میں ضرورت کے مطابق بولنے کی اجازت دی جائے گی۔

﴿4﴾ **تقلیل خلط مع الانام:** حدیث شریف میں آتا ہے کہ بری صحبت سے خلوت اچھی ہے اور اچھی صحبت خلوت سے اچھی ہے۔ اس کے لئے ساکات کو خلوت میں رہنے کی پہلے تربیت دی جائے گی اور بعد میں شیخ کی صحبت میں بیٹھنے کی اجازت دی جائے گی۔ اس کی مقدار شیخ کی بصیرت پر موقوف ہے۔ خلوت میں موبائل کے استعمال پر بھی پابندی ضروری ہوگی۔

﴿5﴾ **حب جاہ کو کم کرنے کا مجاہدہ۔**

سلام میں پہل کرنا۔

اپنے مخالفین کے لیے دعا کرنا۔



ان کی جائز چیزوں کی تعریف کرنا۔
 مسجد والوں کی جوتیوں کو سیدھا کرنا
 لوگوں کے لیے بازار سے سود لانے کی ممکن کوشش کرنا
 غریب لوگوں کے ساتھ اگر کوئی مفسدہ نہ ہو تو اصلاح کی نیت
 سے بیٹھنا۔

﴿6﴾ حب مال کو کم کرنا۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں نفلی انفاق کرنا۔
 صالحین کی کبھی کبھی دعوت کرنا
 اس کے بارے میں اگر عالم ہو تلقین کرتے رہنا۔

﴿7﴾ مجاہدہ غصّ بصر۔

یہ مجاہدہ آج کل بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے خلوت میں پہلے
 دن پانچ منٹ نیچے دیکھنا ہوگا اور روزانہ پندرہ دن تک ایک ایک منٹ
 بڑھانا ہوگا۔ اس کے بعد جلوت میں آکر پانچ منٹ نیچے دیکھنا ہوگا اور
 پھر روزانہ پندرہ دن تک ایک ایک منٹ بڑھانا ہوگا۔ اس سے نظریں نیچے
 کرنے کی مشق ہو جائے گی جس کو بعد میں برقرار رکھنا ہوگا۔

عورتیں محروم نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہے، وہ رمضان کے روزے رکھ لیا کرے اور



اپنی آبرو کی حفاظت رکھے اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے تو ایسی عورت جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

کسی عورت کا اپنے گھر میں گھریلو کام کاج کرنا جہاد کے رتبہ کو پہنچانا ہے۔

اسماء بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں عورتوں کی فرستادہ آپ کے پاس آئی ہوں۔ (یعنی عورتوں نے مجھے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ) مرد جمعہ اور جماعت اور عیادت مریض اور حضور جنازہ اور حج و عمرہ اور اسلامی سرحد کی حفاظت کی بدولت ہم پر فوقیت لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو واپس جا اور عورتوں کو خبر کر دے کہ تمہارا اپنے شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کرنا یا حق شوہری ادا کرنا اور شوہر کی رضا مندی کا لحاظ رکھنا اور شوہر کے موافق مرضی کا اتباع کرنا یہ سب ان اعمال کے برابر ہے۔

اچھی عورتیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بہتر اور نیک عورتوں کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَتَذَكَّرْنَ عِبَادَتِ سَيِّئَاتٍ وَأَبْكَارًا

وہ اسلام والیاں ہوں گی اور ایمان والیاں اور فرماں برداری کرنے والیاں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے والیاں اور عبادت کرنے والیاں اور روزہ رکھنے والیاں ہوں گی۔ بیان القرآن: ۱۲ / ۱۹ تحریم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی عورت پر اللہ کی رحمت نازل ہو جو رات کو اٹھ کر تہجد پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے کہ وہ بھی نماز پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب عورتوں سے اچھی وہ عورت ہے کہ جب شوہر اس کی طرف نظر کرے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب وہ اس کو کوئی حکم دے، تو وہ اس کی اطاعت کرے۔ اور اپنی جان اور مال میں اس کو ناخوش کر کے اس کی مخالفت نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے اچھی وہ عورت ہے جو اپنی عزت و آبرو کے بارے میں پارسا ہو اور اپنے خاوند پر عاشق ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس عورت کو پسند کرتا ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ تو محبت اور لگاؤ رکھے اور غیر مرد سے اپنی حفاظت کرے۔

جو عورتیں اپنا نقصان کرتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فلانی عورت کثرت سے نفل نمازیں اور روزے اور خیر خیرات کرتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکالیف بھی پہنچاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دوزخ میں جائے گی۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ فلانی عورت نفل نمازیں اور روزے اور خیرات کچھ زیادہ نہیں کرتی، یوں ہی کچھ پنیر کے ٹکڑے دے دیتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جنت میں جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عورتو! میں نے تم کو دوزخ میں بہت دیکھا ہے۔ عورتوں نے پوچھا: اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: تم پھٹکار سب چیزوں پر بہت ڈالا کرتی ہو (یعنی لعن طعن کرتی ہو، کوستی ہو) اور شوہر کی ناشکری بہت کرتی ہو۔ اور اس کی دی ہوئی چیزوں کی بہت ناقدری کرتی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں کچھ تکلیف دیتی ہے تو جنت میں جو حور اس شوہر کو ملے گی وہ کہتی ہے کہ خداتجھے غارت کرے، وہ تیرے پاس مہمان ہے جلد ہی تیرے پاس سے ہمارے پاس چلا آئے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت دوسری عورت سے اس طرح نہ ملے کہ اپنے خاوند کے سامنے اس کا حال اس طرح کہنے لگے جیسے وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔
بری عورتیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخی عورتیں جن کو میں نے دیکھا نہیں، میرے زمانہ کے بعد پیدا ہوں گی کہ کپڑے پہنے ہوں گی اور ننگی ہوں گی۔ یعنی نام کا بدن پر کپڑا ہوگا۔ لیکن کپڑا اس قدر باریک ہوگا کہ تمام بدن نظر آئے گا اور اترا کر بدن کو مٹکا کر چلیں گی اور بالوں کے اندر موباف یا کپڑا دے کر بالوں کو لپیٹ کر اس طرح باندھیں گی کہ جس میں بال بہت سے معلوم ہوں جیسے اونٹ کا کوبان ہوتا ہے ایسی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نصیب نہیں ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت زیور دکھلاوے کے لیے پہنے گی (قیامت میں) اسی سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آواز سنی جیسے کوئی کسی پر لعنت کر رہا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ فلائی عورت ہے جو اپنی سواری کی اونٹنی پر لعنت کر رہی ہے۔ وہ اونٹنی چلنے میں کمی کرتی

ہوگی۔ اس عورت نے چلا کر کہہ دیا ہو گا تجھے خدا کی مار ہو (لعنت ہو) جیسا کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔ (کوسنے اور لعنت کرنے کی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس عورت کو اور اس کے سامان کو اس کی اونٹنی پر سے اتار دو۔ یہ اونٹنی تو اس عورت کے نزدیک لعنت کے قابل ہے پھر اس کو کام میں کیوں لاتی ہے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح اور تنبیہ کے واسطے ایسا فرمایا کہ جس چیز کو کام میں لاتی ہے اسی کو لعن طعن کرتی ہے۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک عورت نے بخار کو برا کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار کو برا مت کہو! اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ بین کر کے رونے والی عورت (یعنی نوحہ کرنے والی اور چیخ چلا کر رونے والی عورت) اگر توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے روز اس حالت میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کے بدن پر گرتا کی طرح ایک روغن لپیٹا جائے گا جس میں آگ بڑی جلدی لگتی ہے۔ اور گرتے ہی کی طرح پورے بدن میں خارش بھی ہوگی یعنی اس کو دو طرح کا عذاب ہوگا۔ خارش سے پورا بدن نوح ڈالے گی اور جو دوزخ کی آگ لگے گی وہ الگ ہے۔

عورتوں کے لیے چند نصیحتیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسی اپنی پڑوس کی بھیجی ہوئی چیز کو حقیر اور ہلکا نہ سمجھے چاہے بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔
گھر داری میں افراط تفریط سے بچنا۔

گھر داری خواتین کی وہ ذمہ داریاں ہیں جو گھر سے متعلق ہیں۔ کسی بھی گھر میں میاں بیوی کی ازدواجی زندگی معاشرت کی بنیادی اکائی ہوتی ہے اگر اس میں بگاڑ آجائے تو یہ پورے معاشرے میں بگاڑ کا محرک بن جاتا ہے اس

لئے شیطان کی اولین ترجیح اس میں بگاڑ پیدا کرنے کی ہوتی ہے۔ شریعت نے اس کو اتنی اہمیت دی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو میں شوہر کو سجدہ کرنے کے لئے اس کی بیوی کو کہتا۔ دوسری طرف فرمایا کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ دیتا ہے تو اس پر اس کو اجر ملتا ہے۔ اس تعلق کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑی گنجائشیں دی گئیں اور اس کے فضائل بتائے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

سب سے اچھی وہ عورت ہے جو اپنی عزت و آبرو کے بارے میں پارسا ہو اور اپنے خاوند پر عاشق ہو۔ مردوں کو اگر حقیقی راحت پہنچا سکتی ہیں تو ان کی بیویاں اور عورتوں کی اگر کوئی اسباب کے دائرے میں حفاظت کر سکتا ہے تو اس کا شوہر۔ یہ ایک دوسرے کے لباس ہیں اور ایک دوسرے کے معاون۔ ان میں ہر ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہے۔ کسی نے درست فرمایا

مرد و عورت زندگی کے گاڑی کے پہنے ہیں دو
چل نہیں سکتی ہے گاڑی اک اگر بیکار ہو

مرد کو گھر کے باہر کے کام سنبھالنے اور عورت کو گھر کے اندر کے کاموں کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اس لئے دونوں کو یہ ذمہ داریاں بحسن و خوبی انجام دینی چاہیئے۔ ظاہر ہے ہر انسان محدود طاقت اور وسائل رکھتا ہے اس لئے ہر وہ کام جو کسی کے بس میں نہ ہو اس سے اس کی توقع کرنا اس پر ظلم ہے۔ اس ظلم سے دونوں کو بچنا چاہیئے۔ اگر مرد کے معاشی وسائل کم ہوں تو اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ اس کی بیوی نہ ڈالے ورنہ اس کا سکھ اگر تباہ ہو گا تو ساتھ یہ بھی سکھی نہیں رہ سکے گی۔ اس کا چڑچڑاپن اس کی ازدواجی زندگی میں وہ شکاف ڈال دے گا کہ وہ گھر شیاطین کی اماجگا بن جائے گا۔ دوسری طرف بیوی

پر گھر کا بوجھ اس کے طاقت کے مطابق ڈالنے کی ذمہ داری مرد کی بنتی ہے۔ اس سلسلے میں اس کے آرام، عبادات، خوراک اور جائز تفریح کا بقدر تحمل خیال رکھنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ ستر و حجاب میں فرق [ترمیم]

پردے کے حوالے سے اکثر لوگ ستر اور حجاب میں کوئی فرق نہیں کرتے حالانکہ شریعتِ اسلامیہ میں ان دونوں کے احکامات الگ الگ ہیں۔ ستر جسم کا وہ حصہ ہے جس کا ہر حال میں دوسروں سے چھپانا فرض ہے ماسوائے زوجین کے یعنی خاوند اور بیوی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر ہاتھ پاؤں اور چہرے کی ٹکیہ کے علاوہ پورا جسم ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے چہرے اور ہاتھ کے۔ البتہ عورت کے لئے عورت کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ معمول کے حالات میں ایک عورت ستر کا کوئی بھی حصہ اپنے شوہر کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں کھول سکتی۔ ستر کا یہ پردہ ان افراد سے ہے جن کو شریعت نے ”محرم“ قرار دیا ہے۔ ان محرم افراد کی فہرست سورۃ النور آیت ۳۱ میں موجود ہے۔ ستر کے تمام احکامات سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں جن کی تفصیلات احادیث نبوی میں مل جاتی ہیں۔ گھر کے اندر عورت کے لئے پردے کی یہی صورت ہے۔

حجاب عورت کا وہ پردہ ہے جسے گھر سے باہر کسی ضرورت کے لئے نکلنے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں شریعت کے وہ احکامات ہیں جو اجنبی مردوں سے عورت کے پردے سے متعلق ہیں۔ حجاب کے یہ احکامات ”سورۃ الاحزاب“ میں بیان ہوئے ہیں۔ ان کا مفہوم یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلنے وقت عورت جلاب یعنی بڑی چادر (یا برقع) اوڑھے گی تاکہ اس کا پورا جسم ڈھک جائے اور چہرے پر بھی نقاب ڈالے گی تاکہ سوائے آنکھ کے چہرہ بھی چھپ

جائے۔ گویا حجاب یہ ہے کہ عورت سوائے ایک آنکھ کے باقی پورا جسم چھپائے گی۔

محرم و محرمات کی تفصیل:

نسبی محارم: باپ، دادا، بیٹا، پوتا، پرپوتا، چچا، ماموں، بھانجا اور بھتیجا

سسرالی محارم: سسر، داماد، خاوند کا بیٹا

رضاعی محارم: رضاعت سے ثابت ہونے والے مذکورہ رشتے، کیونکہ

حدیث میں ہے:

رضاعت سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔ فقہاء نے اس حکم کے بارے میں جو تفصیل بیان فرمائی ہے اس کے مطابق رضاعی بہن بھائی کے اصول و فروع پر تو اس کا اطلاق ہوگا لیکن اس کے حواشی پر نہیں مثلاً اگر کسی لڑکی نے کسی لڑکے کے ساتھ اس کی ماں کا دودھ پیا ہے تو وہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی بہن بن جائے گی جس سے وہ لڑکا اور اس کا باپ، اس کا بیٹا، پوتا اور پرپوتا اس کے محرم بن جائیں گے لیکن اس لڑکے کے دوسرے بھائی اور چچا اس کے محرم نہیں ہوں گے۔ اسی طرح اس لڑکے کے لئے اس رضاعی بہن کی ماں، بیٹی، پوتی پڑپوتی اس کے محرمات ہیں لیکن اس کی دوسری بہنیں اور خالہ وغیرہ محرمات نہیں ہوں گے۔ نکاح اور پردے کے معاملے میں اس تفصیل کو مد نظر رکھنا ہوگا۔

عورتیں دین کا کام کیسے کریں۔

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل باتیں زیر غور رہیں۔

عورت اپنے صرف محرم رشتہ داروں میں دین کا کام کریں۔

جس طرح مردوں کے لئے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا جائز نہیں، اس طرح عورتوں کے لئے بھی غیر محرم مردوں کو دیکھنا جائز نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے امہات المؤمنین کو نابینا کی طرف سے منع فرمایا تھا۔

عورتوں کی آواز کا بھی پردہ ہے۔ قرآن میں ”فلا تخضعن بالقول“ میں اس طرف اشارہ ہے۔ اگر غیر محرموں سے کسی مجبوری سے ضروری بات کرنی پڑ جائے تو اپنی آواز میں نرمی نہ لائے۔

عورتیں مسجد میں نماز پڑھنے کی کوشش نہ کریں ان کے لیے گھر کی نماز مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ چونکہ جمعہ اور جماعت عورتوں پر واجب نہیں ہے تو جو ثواب مردوں کو ان پر ملتا ہے وہ اس کو گھر میں پڑھنے پر حاصل کریں۔

ان باتوں کی خلاف ورزی پر اکسانے والے خواتین و حضرات کے درسوں اور کورسوں میں شمولیت سے اجتناب کریں۔ ضرورت کی صورت میں شیخ سے پوچھا جائے۔ اس طرح عورتیں امہات المؤمنین اور دیگر صحابیات کی طرح نماز پڑھیں مردوں کی طرح نہیں جیسا کہ بعض لوگ اس پر ضد کرتے ہیں۔